UPA
IMPACT FACTOR 5.473(SJIF)
UPA NATIONAL E-JOURNAL
Interdisciplinary Peer-Reviewed IndexedJournal
Special Issue :Volume -9 : Issue-1 (March-2023)
ISSN 2455-4375

مشتاق احمد یوسفی کا پہلا پتھر

محمد اسرار

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ اردو
سیٹھ کیسری مل پوروال کالج، کامٹی
موبائل 9822724276

اکیسویں صدی کی دوسری دہائی میں اردو دنیا ایک بڑے طنزومزاح نگار سے محروم ہو گئ ۔اس فنکار کا نام مشتاق احمد یوسفی ہےیوسفی کا طنزومزاح اپنی دنیا آپ بناتا ہے ۔ان کی پانچ کتابیں شائع ہوئیں اور تمام ہی کتابوں کو ان کے نام اور شہرت کے مطابق پزیرائی حاصل ہوئی۔ان کے جانے کے بعد بھی ان کی کتابوں کے قاری کم نہیں ہوئےہندوستان اور پاکستان کے علاوہ مغربی ممالک ،خلیجی ممالک میں بھی ان کے چاہنے والوں کی بڑی تعداد موجود ہے ۔چراغ تلے، خاکم بدہن ، زرگزشت، آب گم، اور شام شعر یاراں ، ان کی کتابوں کے نام ہیں۔اس مختصر مضمون میں صرف "چراغ تلے" پر گفتگو کی جا رہی ہے۔میرے پاس چراغ تلے کا جو نسخہ موجود ہے وہ 2000 ء میں راہی کتاب گھر دہلی سے شائع ہوا ہے۔ اس کتاب کو ہندوستان کے بڑے اور اہم ناشرین نے کئ مرتبہ شائع کیا ہے۔

چراغ تلے پہلی مرتبہ 1961ء میں شائع ہوئ۔اس کتاب میں یوسفی نے جو مقدمہ لکھا ہے اس کا عنوان ہی 'پہلا پتھر 'ہےیہ مضمون ہی نہیں بلکہ کتاب بھی ان کی جانب سے پہلا پتھر ہے ۔اردو نثر میں ان کی کتاب سے ایک ہلچل مچ گئی اور لوگوں نے اس ادیب کو خوش دلی سے خوش آمدید کہا ۔طارق حبیب نے اس کتاب کے متعلق لکھا "5 فروری 1961 کومشتاق احمد یوسفی نے 'پہلا پتھر ' کے نام سے اپنے مضامین پر مشتمل پہلی کتاب کا مقدمہ لکھا اور 1961 میں 38 سال کی عمر میں ان کی پہلی کتاب"چراغ تلے " زیور طباعت سے آراستہ ہو کر منظر عام پر آئی" (1) یوسفی کی پہلی کتاب سے ہی لوگوں میں ان کے متعلق تجسّس پیدا ہو گیا ۔ان کے قلم نے نہ صرف عام قاری بلکہ نقادوں کو بھی متوجہ کیا ۔ چراغ تلے سے شروع ہونے والا یوسفی کا سفر شام شعر یاراں پر ختم ہو گیا ۔ لیکن اردو ادب میں ایسی کتابوں کا اضافہ ہوا جو طویل عرصے تک پڑھی جاتی رہے گی ۔

بارہ مضامین پر مشتمل کتاب چراغ تلے میں عنوانات بھی دلچسپ اور قابل توجہ ہیں ۔ یوسفی مصرع کے ٹکڑوں کو عنوانات بنانے میں ماہر ہیں ۔ وہ ان میں کچھ تحریف کر کے اپنا مقصد حاصل کرتے ہیں ۔ پہلے مضمون کا عنوان " پڑیے گر بیمار" نہ صرف غالب کی یاد دلاتا ہے بلکہ جو غالب نے خواہش ظاہر کی اس کی بھی تشریح کرتا ہے ۔ مریض کو لوگ کیا کیا مشورہ دیتے ہیں ، اسے سن کر مریض کا کیا حال ہوتا ہے ۔ مفت مشورہ یا صلاح دینے والوں کی کوئی کمی نہیں ۔ لیکن کچھ لوگوں کا مشورہ صورت حال کو مضحکہ خیز کر دیتا ہے ، مریض سوچنے لگتا ہے کہ کیا اب میرا وقت آ گیا ۔ ایک صاحب آنکھ میں گوہانجنی نکلنے پر یوسفی کو مشورہ دیتے ہیں " فم معدہ پر ورم معلوم ہوتا ہے ۔ دونوں وقت مونگ کی دال کھائیے ۔ دافع نفخ و محلل ورم ہے۔" (2) یوسفی ایسے لفظوں کا انتخاب کر کے مزاح پیدا کرتے ہیں ۔ ایک سچا مزاح نگار دوسروں کی باتوں سے ناراض نہیں ہوتا بلکہ اس انداز میں جواب دیتا ہے کہ جواب بندوق کی گولی کی طرح جا کر لگتا ہے اور لطف بھی حاصل ہوتا ہے ۔ سوال کچھ اور جواب کچھ کا معاملہ بھی اسی طرح ہوتا ہے ۔ مونگ کی دال کی صلاح ملنے پر کہا "دو چار دن مونگ کی دال کھا لیتا ہوں تو اردو شاعری سمجھ میں نہیں آتی اور طبیعت بے تحاشا تجارت کی طرف مائل ہو جاتی ہے ، اس صورت میں خدا نخواستہ تندرست ہو بھی گیا تو جی کے کیا کروں گا ؟"

بولے "آپ تجارت کو اتنا حقیر کیوں سمجھتے ہیں؟ انگریز ہندوستان میں داخل ہوا اس کے ایک ہاتھ میں تلوار اور دوسرے میں ترازو تھی۔" گزارش کی "اور جب گیا تو ایک ہاتھ میں یونین جیک تھا اور دوسری آستین خالی لٹک رہی تھی!" اس طرح کے مکالموں اور گفتگو سے تحریروں میں لطف پیدا کرنا یوسفی کے لئے گویا ایک عام سی بات تھی ۔ان کا کوئی فقرہ ، کوئی بات آپ کو فضول یا بلا وجہ محسوس نہیں ہو گی۔ بات اگر طویل بھی کرتے ہیں تو تسلسل ٹوٹتا نہیں ۔ان کی طویل گفتگو ایک موضوع سے دوسرے موضوع پر بھی چلی جاتی ہے لیکن وہ بھی اتنی دلچسپ ہوتی ہے کہ قاری اسی کا لطف حاصل کرنے لگتا ہے ۔دوران عیادت ایک مکالمہ کس طرح ہوتا ہے ۔

" ملاقاتی ۔ ماشاءاللہ ! آج منہ پر بڑی رونق ہے۔
مریض ۔ جی ہاں آج شیو نہیں کیا ہے ۔
ملاقاتی ۔ آواز میں بھی کرارا پن ہے۔
مریض کی بیوی ۔ ڈاکٹر نے صبح سے ساگودانہ بھی بند کر دیا ہے ۔ " (3)

غالب کو یوسفی نے اپنی پسند بتایا ہے ۔ اپنی پسند میں انہوں نے تین نام گنوائے ہیں ۔ (۱) غالب (۲) ہاکس بے (۳) بھنڈی ۔ ان کی تحریروں میں غالب کے اشعار یا مصرعے بے تکلفی کے ساتھ آتے ہیں ۔ معمولی سی تحریف اس مصرع کو یوسفی کے موضوع سے جوڑ دیتی ہے اور لطف پیدا کرتی ہے ۔ مثلاً یہ مصرعہ دیکھیے۔ "چھٹتی نہیں ہے منہ سے یہ کافی لگی ہوئی" " گولیاں کھا کے بے مزہ نہ ہوا" یوسفی کا قلم بےتکان چلتا ہے ۔ وہ بے تکلف لکھتے معلوم ہوتے ہیں ۔ ان کی تخلیقات پڑھنے سے محسوس ہوتا ہے کہ ان کے پاس نہ الفاظ کی کمی ہے اور نہ تخیل کی ۔ وہ اصل فنکار ہیں ۔ بالکل کھرے اور نیچرل ۔ انگریزی میں کہیں تو genuine فنکار ۔ اردو کے عام مستعمل الفاظ افسوسناک ، دردناک ، ہیبت ناک ،وغیرہ تو ہم سب نے پڑھا ہے ۔ " تشخیص ناک" لفظ پہلی اور غالباً ابھی تک آخری مرتبہ یوسفی نے ہی لکھا ہے ۔ " اور اس کے بعد وہ مجھے

نہایت تشخیص ناک نظروں سے گھورنے لگے۔" (4) اگر غالب کو اپنی ترکیبوں پر ناز تھا تو ہم بھی کہہ سکتے ہیں کہ یوسفی نے بھی نئی نئی تراکیب پیش کی ہیں ۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ ان کا بر محل استعمال بھی وہ خود ہی کر سکتے تھے ۔

چراغ تلےمیں ایک لاجواب مضمون 'یادش بخیریا' ہے۔ یوسفی نےوضاحت کی کہ انگریزی لفظNostalgiaکاترجمہ انہوں نےیادش بخیریاکیاہے ۔ یہ آغاتلمیذالرحمن چاکسوی پرلکھاگیاہے ۔ یونیورسٹی کی ڈگری ملنےپرتصویرنکلواناہم سب نےدیکھاہے ۔ آجکل ڈگریونکی زیادہ اہمیت نہیں رہی،لیکن کسی زمانےمیں .B.Aہوجاناکسی نعمت سےکم نہ تھا ۔ .B.Aپاس ہونےوالاشخص اپنےنام کےساتھ .B.Aضرورلکھتاتھا۔ انھی آغاکی تصویرپریوسفی کاکمال کاجملہ پڑھیے۔ "

"سامنےدیوارپرآغاکی ربع صدی پرانی تصویرآویزاں تھی۔ جسمیں وہ سیاہ گاؤن پہنے،ڈگری ہاتھ میں لیے،یونیورسٹی پرمسکرارہےتھے" اس جملےکاجواب نہیں ۔ ی ہبرجستگی یوسفی کودوسروں سےممتازکرتی ہے ۔ یوسفی کاکسی دوسرےمزاح نگارسےموازنہ کرنامناسب نہیں معلوم ہوتا ۔ ہرفنکارکااپناالگ نظریہ ہوتاہے ۔وہ زندگی کودیکھنے, برتنے،اس سےلطف اندوزہونےکےمعاملےمیں اپنی مرضی کامالک ہوتاہے ۔ اسلیےکسی کےمتعلق یہ کہناکہ فلاں ادیب فلاں کی طرح لکھتاہےمیرےخیال سےمناسب نہیں ۔ یوسفی سےقبل اردودنیاشوکت تھانوی،کنہیالال کپور،رشیداحمدصدیقی،مرزافرحت اللہ بیگ،خواجہحسن نظامی،وغیرہ کےطرزِتحریرسےنہ صرف متاثرہوئی بلکہ ان تمام کےفن کواردوزبان وادب میں نمایاں مقام حاصل ہوا۔ اس کےباوجودیوسفی نےنہ صرف اپنامقام پیداکیابلکہ وہ اس فن کی معراج قرارپائے۔ ان کےہمعصروں میں بھی بڑےاوراہم نام شامل ہیں۔ مجتبیٰ حسین،کرنل محمدخاں،مشفق خواجہ،خواجہ عبدالغفور،وغیرہ نےبھی طنزومزاح کےمیدان میں کارہائےنمایاں انجام دیےہیں۔

ہم یوسفی کےکچھ جملوں کویقیناًلاجواب کہہ سکتےہیں۔ اخبارات اوررسائل میں یہ نوٹ لکھاہوتاہے۔' مضمون نگارکی رائےسےادارےکامتفق ہوناضروری نہیں ۔' اب اس جملےکوپڑھیےجویوسفی نےلکھاہے۔ " قارئین کاایڈیٹرکی رائےسےمتفق ہوناضروری نہیں"(6) اس طرح کےجملےجونشترکی طرح اثرکرتےہیں آپ کویوسفی کی تحریروں میں جابجابکھرےہوئےملیں گے۔ یوسفی کاطنزصرف طنزنہیں ہےبلکہ وہ اس طنزکےپس پردہ نہ جانےکتنی معاشرتی بگاڑکوسامنےرکھ دیتےہیں۔ وہ ناصح نہیں ہیں لیکن ان کےطرزِتحریرمیں ایک چھپی ہوئی نصیحت نظرآتی ہے۔ہم تعلیم کےمتعلق گفتگوکرتےہوئےہمیشہ کہتےہیں کہ آج سائنس کی تعلیم بہت ضروری ہے،ہمیں تعلیم کوعام کرنےکی ضرورت ہے ۔دیکھیےکہ 1961 میں شائع ہونےوالی اس کتاب میں یوسفی نےکیالکھا ۔ایک کردارکہتاہے " جتناوقت اورروپیہ بچوں کومسلمانوں کےسائنس پراحسانات رٹانےمیں صرف کیاجاتاہے،اس کادسواں حصہ بھی بچوں کوسائنس پڑھانےمیں صرف کیاجائےتومسلمانوں پربڑااحسان ہوگا"۔(7) اس سےہم سمجھ سکتےہیں کہ 60 سال قبل بھی ہماری قوم میں سائنسی تعلیم کاوہی حال تھاجوآج ہے۔

جوبارہ مضامین اس کتاب میں شامل ہیں ان کی ترتیب اس طرح ہے۔

1) پڑئیےگربیمار
2) کافی
3) یادش بخیریا
4) موذی
5) سنہء
6) جنون لطیفہ
7) چارپائی اورکلچر
8) اورآناگھرمیں مرغیوں کا
9) کرکٹ
10) صنف لاغر
11) موسموں کاشہر
12)کاغذی ہےپیرہن

آخری عنوان بھی غالب کےمصرعہ سےماخوذ ہے۔ یوسفی اپنی اس پہلی کتابس ےہی اردودنیامیں ایک مستحکم پہچان بنانےمیں کامیاب ہوئے۔ اس کےبعدانکی تحریروں میں اورزیادہ پختگی معلوم ہوتی ہے ۔

حواشی

1) اقوال یوسفی	ترتیب ۔ڈاکٹرمظہراحمد	(مضمون نگار،طارق حبیب) صفحہ نمبر 33	ناشر ۔ ایم آرپبلیکیشنز،نئی دہلی 2014
2) چراغ تلے	مشتاق احمدیوسفی	صفحہ نمبر 23	ناشر،کتاب والا 2000
3) چراغ تلے	مشتاق احمدیوسفی	صفحہ نمبر 31	ناشر،کتاب والا 2000
4) چراغ تلے	مشتاق احمدیوسفی	صفحہ نمبر 40	ناشر،کتاب والا 2000
5) چراغ تلے	مشتاق احمدیوسفی	صفحہ نمبر 50	ناشر،کتاب والا 2000
6) چراغ تلے	مشتاق احمدیوسفی	صفحہ نمبر 53	ناشر،کتاب والا 2000
7) چراغ تلے	مشتاق احمدیوسفی	صفحہ نمبر 63	ناشر،کتاب والا 2000